10۔ ملکی پرندے اور دوسرے جانور

شفیق الرّحمان

(1920ء۔۔۔۔2000ء)

ابتدائی حالات:

اردو کے ممتاز افسانہ نگار اور مزاح نگار شفیق الرحمن 1920ءمیں ضلع جالندھر میں "کلانور" کے مقام پر پیدا ہوئے۔ انہوں نے انیس سو بیالیس میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل لاہور سکول سے ایم بی بی ایس کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ اپنی قابلیت اور میڈیکل کی امتحان میں نمایاں پوزیشن کی وجہ سے ایک سال کے اندر ہی انہیں فوج میں انڈین آرمی میڈیکل سروس میں لے لیا گیا۔ پاکستان بن گیا تو وہ پاکستان آرمی کا حصہ بن گئے اور میجر جنرل کے عہدے ترقی کرنے کی بعد ریٹائر ہوئے۔ انیس سو اسی میں ان کا تقرر اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین کی حیثیت سے ہو گیا ،جہاں انہوں نے چھ سال یعنی ۱۹۷۶ تک علمی ادبی خدمات انجام دیں۔

اسلوب نگاری:

شفیق الرحمان کے مزاج کا اندازہ بہت ہلکا پھلکا نہایت شائستہ ہے ۔ان کے وہاں نہ تو الفاظ کی بازیگری سے مزاح پیدا کرنے کی کوشش نظر آتی ہے۔ اور نہ ہی محض مزاح پیدا کرنے کی غرض سے ایک باوقار مقام سے نیچے اترنے کا رجحان ملتا ہے۔ ان کی تحریریں حس مزاح رکھنے نے اور مذاق کے تقاضوں کو سمجھنے والوں میں بہت مقبول ہوئیں۔

تصانیف:

1942 میں آپ کے افسانوں کا پہلا مجموعہ "کرنیں" شائع ہوا۔ آپ کے دیگر مجموعوں میں "شگوفے"، "مزوجزر"، "مزید حماقتیں" اور" دجلہ" وغیرہ زیادہ مشہور ہوئے۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اَلاپ	گانا	بدنما	بدشکل
حجم	جسامت	حفظانِ صحت	صحت کی حفاظت
خوش گلو	اچھی آواز والا	رقابت	دشمنی جو ہمسری یا ہم پیشہ ہونے کی وجہ سے ہو
شیون	رونا دھونا	قانِع	تھوڑی چیز پر خوش رہنے والا
قفل	تالا		

سبق کا خلاصہ

اس سبق میں مصنف شفیق الرحمن نے بڑے دلچسپ مزاحیہ انداز میں پرندوں اور جانوروں کو تمثیل بنا کر انسانوں پر طنز کیا ہے۔ ان کا اصل مقصد یہ بتایا تھا کہ بہت سے انسان پرندوں اور جانوروں میں مماثلت رکھتے ہیں۔ ان کی تحریر میں لفظی مزاح ہے۔ لفظوں کی الٹ پھیر سے وہ کاری کے لیے ہنسنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

کوے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسے مذکر بولا جاتا ہے۔ جو صبح سویرے انسانوں کے موڈ خراب کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ہر وقت آئی کی آوازیں نکالتا رہتا ہے۔ اور جسامت کے لحاظ سے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ انکی نظر بڑی تیز ہوتی ہے بڑی دور سے بھاگ جاتے ہیں کھانے اور بنانے کے سلسلے میں حفظان صحت کے اصولوں کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے خوراک کی تلاش میں بہت دور نکل جاتے ہیں مگر شام کو واپس آنا فرض سمجھتے ہیں وہ باورچی خانے کے پاس بہت خوش رہتا ہے کی بندوق چلے تو کوے اسے اپنی توہین سمجھتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں کی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس قدر شور مچاتے ہیں کہ بندوق چلانے والا کئی مہینوں تک افسوس کرتا رہتا ہے۔

مصنف بلبل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بھلے روایتی پرندہ ہے۔ جو ہر جگہ موجود ہے۔ ہمارے شعرا نے نہ بلبل دیکھی ہیں سے سنا اور بغیر دیکھے ہیں ادب میں اس کا ذکر کر لیا۔ عام طور پر بلکہ وہ ساری کی دعوت دی جاتی ہے پروں کے بغیر یہ برائے نام بلڈر جاتی ہے بلبل بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے ہیں بے سولر آگ نہیں ہلا کتیں بلبل نقل مکانی نہیں کرتیں۔ کیونکہ یہ پہلے ہی سے ہر جگہ موجود ہوتی ہے۔

بھنس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بھینس موٹی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ بحثوں کی قسمیں نہیں ہوتی سب ایک جیسی ہوتی ہیں، اس کا جسم موٹا انسانوں کے لئے باعث مسرت ہے بچوں کی شکل اور دونوں پر ہوتی ہے۔ بھینس کے چلتی ہے تو یہ پتہ چلتا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ آرہی ہے کہ جارہی ہے۔ بھینس دو کام بڑے شوق سے کرتی ہے جگالی کرنا اور تالاب میں لیٹے رہنا۔یہ اکثر حسرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی سوچ بچار کر رہی ہے۔ اس کا حافظہ کمزور ہے اسے کل کی بات یاد نہیں رہتی اس لحاظ سے وہ

انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے میں اس کے آگے بین بجانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ بھینس موسیقی کا ذوق نہیں رکھتی۔

الو کے بارے میں مصنف لکھتے ہیں کہ یہ بردبار اور دانشمند ہے۔ لیکن پھر آلو ہے۔ کھنڈروں میں رہتا ہے۔ الو کی بیس قسمیں بتائی جاتی ہیں۔ اگر ایک آلو کو دیکھ لیا جائے تو باقی کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی روزمرہ کے آلو کو بوم اور اس سے بڑے کو چغد کہا جاتا ہے ہلاکی اصطلاحات.بیوقوف انسانوں کے لیے مستعمل ہے آلو دن بھر آرام کرتا ہے اور رات بھر ہو کرتا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ آلو تو ہی تو کا وظیفہ پڑھتا ہے مصنف کے مطابق اگر یہ سچ ہے تو معاشرے میں موجود خود پسندوں سے تو بہتر ہے جو اپنی آنکھوں بہت بڑا سمجھتے ہیں مادہ الو اپنے بچوں کی خوب دیکھ بھال کرتی ہے مگر جو ہیں ان کی شکل اپنے ابا سے ملنے لگتی ہے تو گھر سے نکال دیتی ہے آلو کو برا بھلا کہنے سے گریز کرنا چاہیے۔

بلیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ بلیوں کی کئی اقسام ہوتی ہیں۔ اس لیے عموماً گھر میں پائی جاتی ہے۔ بلیوں کی آپس میں لڑائی بھی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کا نوچنا ان کا مشغلہ ہے۔بلی کتے میں ازلی رقابت پائی جاتی ہے۔ بلی برداشت نہیں کرتی کہ انسان کا کوئی وفادار دوست ہو۔یہ گھروں میں چوہوں کا صفایا کردیتی ہیں۔ چوہے دفع ہوجائیں گے لیکن یہ وہیں رہ جائیں گی۔ بلی دوپہر کو آرام کرتی ہے، رات کا انتظار نہیں کر سکتیں۔ بعض اوقات سوئی بلی ادھر ادھر دیک کر چپکے سے غائب ہوجاتی ہے۔ اس سے بازپرس کی جائے تو خفا ہوجاتی ہے۔

مرکزی خیال:

مضمون نگار نے مزاحیہ انداز میں پرندوں اور جانوروں کی خصوصیات کے بارے میں بتایا ہے کہ پرندے اور جانور کس طرح علامت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں کوے کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ صبح صبح موڈ خراب کرنے آجاتا ہے جو پہلے سے خراب ہوتا ہے۔اس طرح کے چھوٹے چھوٹے ذو معنی فقرے ان کی تحریر کی جان ہیں۔ مزاح ہی مزاح میں مضمون نگار نے پرندوں کو تمثیل بنا کر معاشرے کے بعض لوگوں پر گہرا طنز کیا ہے۔

Page 6 / 6

اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس:

بلبل ایک روایتی پرندہ ہے جو ہر جگہ موجود ہیں۔ سوائے وہاں کے جہاں اسے ہونا چاہیے۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ نے چڑیا گھر میں یا باہر بلبل دیکھی ہے تو یقینا کچھ اور دیکھ لیا ہے ۔ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں، قصور ہمارا نہیں ہیں ہمارے ادب اور شاعروں نے نہ بلبل دیکھی ہے نہ اسے سنا ہے کیونکہ اصلی بلبل اس ملک میں نہیں پائی جاتی ہے۔ کہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں کہیں بلبل ملتی ہے لیکن کوہ ہمالیہ کے دامن میں شاعر نہیں ہوتے۔

مصنف کا نام: شفیق الرحمان

سبق کا نام: ملکی پرندے اور دوسرے

حل لغت: خوش گلو: سریلی آواز۔ قصور: غلطی ۔ کوہ ہمالیہ: ہمالیہ کا پہاڑ۔ دامن: کنارہ۔ دامن کوہ: پہاڑ سے ملا ہوا میدان یا وادی۔

سیاق و سباق:

مصنف بلبل کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہیں کہ بلبل ایک کے روایتی پرندہ ہے۔ جو ہر جگہ موجود ہے۔ ہمارے شعرا نے نہ بلبل دیکھی ہے نہ اسے سنائے بغیر دیکھے ہیں ادب میں اس کا ذکر کر لیا گیا ہے۔ پروں کے بغیر کے برائے نام

بلڈر جاتی ہے بلبل بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے میں سونے رات نہیں علاتی بلبل نقل مکانی نہیں کرتیں کیونکہ یہ پہلے سے ہی ہر جگہ موجود ہوتی ہے ۔

تشریح :

مصنف اس عبارت میں بلبل کے بارے میں بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ بلبل ایسا پرندہ ہے جس کا نام حکایت میں شامل رہا ہے۔ اور اب بھی اسے روایتی پرندہ سمجھا جاتا ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ اگر آپ نے چڑیا گھر میں یا اس کے آس پاس بلبل کو دیکھا ہے۔ تو یقینا کچھ اور دیکھا ہوگا۔ ہماری غلطی ہے کہ ہم ہر سریلی آواز والے پرندے کو بلکل سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اس غلط فہمی میں ہم سے زیادہ ہمارے ادب کا قصور ہے۔ ہمارے شہر نے اصل بلبل دیلھا ہی نہیں ہے اور نہ ہی سنا ہے۔یوں ہی اسے ادب کا حصہ بنا ڈالا ہے۔ اس لیے بلبل اس ملک کو نہیں پائی جاتی ۔ سنا ہے کہ یہ پرندہ برصغیر پاک وہند میں واقع پہاڑی سلسلہ (کوہ ہمالیہ) میں موجود ہے۔ لیکن کوہ ہمالیہ کی وادیوں میں شاعر ہرگز نہیں ہوتے۔ اس لیے اسے ایک روایتی پرندے کے علاوہ کوئی اور نام نہیں دیا جاسکتا۔

حل مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) کوا گرامر میں ہمیشہ کیا استعمال ہوتا ہے ؟

جواب: کو اگر امر میں ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔

(ب) پہاڑی کوا کتنا لمبا ہوتا ہے؟

جواب: پہاڑی کوا ڈیڑھ فٹ لمبا ہوتا ہے۔

(ج) بندوق چلے تو کوے کیا کرتے ہیں ؟

جواب: کہیں بندوق چلی تو کوے سے ذاتی توہین سمجھتے ہیں اور آسمان میں لاکھوں کی تعداد میں کوئی آجاتے ہیں۔ اس قدر شور مچاتے ہیں کہ بندوق چلانے والا مہینوں پچھتاتا رہتا ہے۔

(د) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں۔ اس میں قصور کس کا ہے؟

جواب: ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں، قصور ہمارا نہیں قصور ہمارے ادب کا ہے۔ شاعروں نے بول دیکھیں نا اسے سنا ہے کیونکہ اصلی بلبل اس ملک میں نہیں پائی جاتی۔

(ہ) بلبل کے گانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ماہرین کا خیال ہے کہ بلبل کے گانے کی وجہ اس کی غمگین خانگی زندگی ہے۔

(و) بلبل بہت سے موسیقاروں سے کیوں بہتر ہے ؟

جواب: بلبل بہت سے موسیقاروں سے اس لیے بہتر ہے ایک تو وہ گھنٹے بھر کا الاپ نہیں لیتی ، بے سوری ہوجائے تو بہانے نہیں کرتی کہ ساز والے نکمے ہیں آج گلا خراب ہے۔ آپ تنگ آجائے تو اسے خاموش کرا سکتے ہیں۔

(ز) بھینس کا مشغلہ کیا ہے؟

جواب: بھینس کا مشغلہ جگالی کرنا ہے یا تالاب میں لیٹے رہنا ہے ۔

(ح) بھینس کس لحاظ سے انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے؟

جواب: بھینس اس لحاظ سے انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے کہ اس کا حافظہ کمزور ہے اسے کل کی بات آج یاد نہیں رہتی۔

(ط) آلو کی کتنی قسمیں بتائی جاتی ہیں؟

جواب: الو کی بیس کس نے بتائی جاتی ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ میرے خیال میں پانچ چھ قسمیں کافی تھیں۔

(ی) الو کو کون پسند کر سکتا ہے؟

جواب: الو کو ہی پسند کر سکتا ہے جو فطرت کا ضرورت سے زیادہ مذاح ہو۔

(س) الو کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے دلچسپی کیوں نہیں ؟

جواب: الو کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے کوئی دلچسپی نہیں ۔ وہ جانتا ہے کہ یہ سب بے سود ہے۔

(ص) بلی کتنے عرصے میں سدھائی جاسکتی ہے؟

جواب: بلی سال بھر میں سدھائی جاسکتی ہے۔ مگر سال بھر کی مشقت کا نتیجہ صرف ایک سدھائی ہوئی بلی ہوگا۔

2۔ متن کو مد نظر رکھ کر درست جملوں پر (✓) کا نشان لگائیں۔

جواب: (الف) کوے کی نظر بڑی تیز ہوتی ہے ۔	درست
(ب) کوا باورچی خانے کے پاس اداس رہتا ہے۔	غلط
(ج) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بھول سمجھتے ہیں۔	درست
(د) الو شہروں میں رہتا ہے ۔	غلط
(ہ) بلی اور کتے کی رقابت مشہور ہے۔	درست

3۔ دیے گئے الفاظ میں سے موزوں الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

جواب: (الف) کوّا گرامر میں ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔	(غلط ، زیادہ، مذکر، مونث)
(ب) کوّا باورچی خانے کے پاس بہت مسرور رہتا ہے۔	(ناخوش، اداس، خوفزدہ، مسرور)
(ج) کوا گا نہیں سکتا اور کوشش بھی نہیں کر سکتا۔	(سمجھ، ہنس، دوڑ، گا)
(د) بلبل ایک روایتی پرندہ ہے۔	(پالتو، گھریلو، روایتی، عاشق مزاج)

(ہ) بھینس کی قسمیں نہیں ہوتیں وہ سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔	(بلی، بھینس، چڑیا، بلبل)
(و) بھینس کے بچے شکل و صورت میں ننھیال اور ددھیال دونوں پر جاتے ہیں۔	(پاؤں، سنگ، بال، بچے)
(ز) اُلو کی بیس قسمیں بتائی جاتی ہیں۔	(بیس، تیس، چالیس، چند)
(ح) بلیوں کی کئی قسمیں بتائی گئی ہیں۔	(ان گنت، کئی، بہت کم، نایاب)

4۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکیں۔

جواب: صبح، سیاہ، تیز، اصلی، پکا، خراب، محبت، روشن

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
صبح	شام	پکا	کچا
سیاہ	سفید	خراب	صحیح
تیز	آہستہ	محبت	نفرت
اصلی	نقلی	روشن	تاریک

5۔ اِعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

جواب: مُذَکَّر، مُخْتَصَر، حُجْم، مَسْرُوْر، حِفْظَان، صحَت، خُوْش گُلُو، مُضْحِکَہ خِیْز، نَالَہ و شَیْوَن، نَقْلِ وَطَن، رُوْزْمَرَّہ

6۔ مذکر اور مونث الفاظ الگ الگ کریں۔

جواب: نظر، زندگی، باورچی خانہ، بُلبل، گلاب، اُلو، راگ، آہ زاری، مصلحت، قیاس

مذکر: باورچی خانہ، بلبل، گلاب، اُلو، راگ، قیاس

موئنث: نظر، زندگی، آہ زاری، مصلحت

7۔ مصنف نے اُلو کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے اختصار کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: خلاصہ سبق کے شروع میں دیا گیا ہے۔

8۔ مصنف کا نام، سبق کا عنوان اور اقتباس کا نصابی سبق میں موقع و محل درج کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اقتباس کی تشریح کریں۔

اقتباس: بلبل پکے راگ گاتی ہے یا کچے؟ بر حال اس سلسلے میں وہ بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے ایک تو وہ گھنٹے بھر کا الاپ نہیں لیتی، بے سُری ہوجائے تو بہانے نہیں کرتی کہ ساز والے نکمے ہیں۔ آج گلا خراب ہے، آپ تنگ آجائیں تو اسے خاموش کرا سکتے ہیں۔

جواب: مصنف کا نام: شفیق الرحمان

سبق کا عنوان: ملکی پرندے اور دوسرے جانور

سیاق و سباق:

یہ پیراگراف شفیق الرحمان کے مضمون ملکی پرندے اور دوسرے جانوروں کے مضمون بلبل سے لیا گیا ہے۔ ہمارے شعراء نے نہ بلبل دیکھی نہ اسے سنا اور بغیر دیکھے ہی ادب میں اس کا ذکر کر دیا۔ اس مضمون میں مصنف نے بتایا ہے کہ شاعروں کے نزدیک بلبل ایک گانے والا پرندہ ہے۔ کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں یہ اپنے دکھوں اور تکلیفوں کی وجہ سے ہر وقت گاتی رہتی ہے۔ اس کا گانا سمجھ میں آئے یا نہ آئے وہ گاتی رہتی ہے۔

تشریح:

اس اقتباس میں مصنف بلبل کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس سے کوئی غرض نہیں کے بلبل کیا گاتی ہے اس کے باوجود بہت سے گانے والوں سے بہتر ہے اس لیے کہ دوسرے گانے والے تو دیر تک جان نہیں چھوڑتے اس کے برعکس بلبل تھوڑی دیر گا کر خاموش ہو جاتی ہے۔ جب آواز بے سُری ہوجائے تو بہانے نہیں بناتی۔ اگر آپ اس کے گانے سے تنگ آجائیں تو آپ اسے خاموش بھی کرا سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے مصنف

نے اسے گانے والوں پر ترجیح دی ہے۔ یہ بہت بڑا طنز ہے جو مصنف نے آج کل کے موسیقی سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر کیا ہے۔